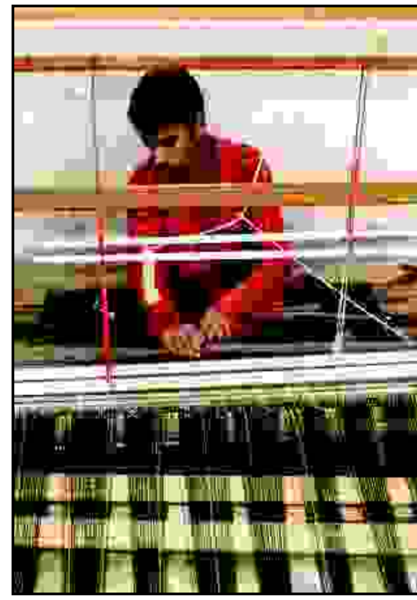

8 ٹیکسٹائل (Textiles)

کپڑے ہندوستانی تاریخ، اس کے ماضی، حال اور مستقبل کا حصہ ہیں ۔ ہندوستانی کپڑے فراعنۂ مصر کے مقبروں میں پائے گئے ہیں ۔ قدیم یونان اور روم میں بھی یہ ایسی برآمدات میں شمار ہوتے تھے جس کی مانگ زیادہ تھی، یہ کپڑے یوروپی اور مغل درباروں میں بھی پُرشکوہ ملبوسات کا حصّہ بنے ۔ ہندوستان کے ہاتھ کے بُنے سوتی کپڑے کی تجارت کو پیچھے چھوڑ کر مل میں بنے متبادل کپڑوں نے ان کی جگہ لے لی گویا یہ برطانوی صنعتی انقلاب کا کلیدی عنصر تھا۔ یہی وجہ ہے کہ گاندھی نے ہندوستان کی جدوجہدِ آزادی کی تحریک کی علامت کے طور پر ہاتھ کی کاتی ہوئی کھادی بنائی ۔ آج بھی ہندوستان بھر میں لاکھوں دستکار غیر معمولی روایتی ٹیکسٹائل بناتے ہیں جسے بین الاقوامی منڈی میں بھی پسند کیا جاتا ہے۔

بُنائی کی روایت

ساتھیا لکڑی کے ایک بڑے کرگھے پر بیٹھا ھے ، اس کے تانے بانے پر لپٹے چمکدار ریشمی دھاگوں سے کھڈی کے شٹل کو ادھر سے ادھر پھینک رہا ھے ۔ وہ جیسے جیسے تانے کے دھاگوں کو بانے کے دھاگوں میں بنتا ھے ، ایک کپڑا بنتا چلاجاتا ھے۔ یہ کانجی ورم کی ریشمی ساڑی ھے ، جامنی اور سُرخ رنگ کی اور اس کے چمکدار پلّوں پر سنہری رنگ کے شیر ، ھاتھی اور مور ایک ساتھ ناچتے ہوئے نظر آتے ھیں ۔

کھڈی کے شٹل کے آنے اور جانے سے پیدا ھونے والی ٹھک ٹھک کی آواز ھمیشہ سے اُس کی زندگی کا حصہ رھی ھے۔ اس کے والد اور ان کے والد کے والد اور ان کے والد کے والد کے والد اسی خاندانی کرگھے پر ساڑیاں

زربفت کا کام ، وارانسی

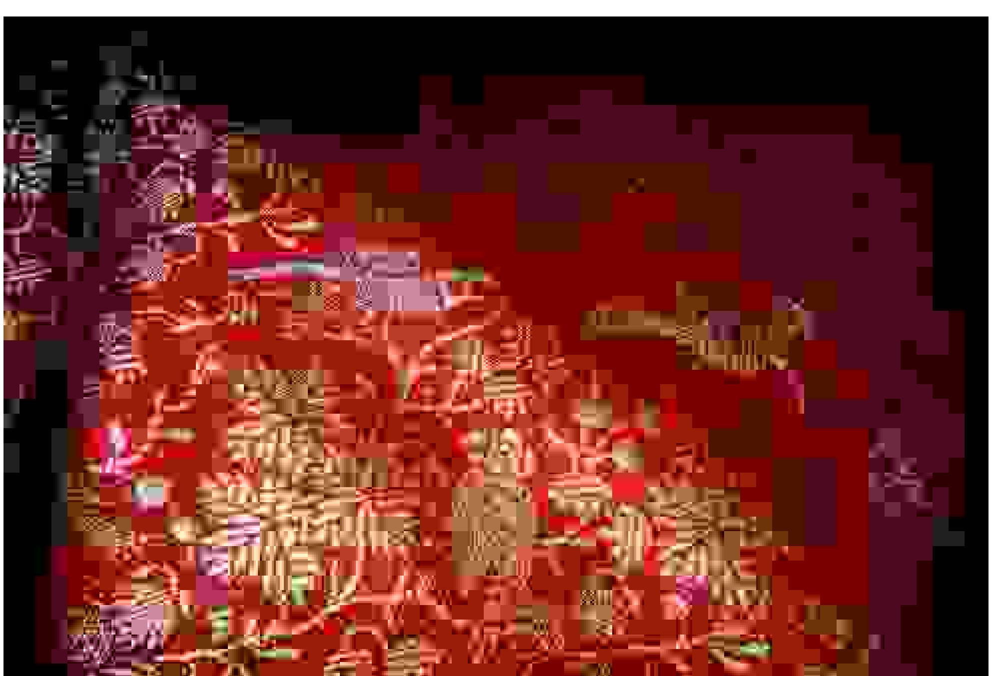

بنتے آئے ھیں۔ بلکه جہاں تک حافظه ساتھ دیتا ھے یه صورتِ حال یوں ھی نظر آئے گی۔

ساتھیا 17 برس کا ھے ۔ اس کو آٹھ برس کی عمر میں بُنائی سیکھنی پڑی ، حالاں که اسے اپنے گاؤں کے دوسرے لڑکوں کے ساتھ فٹ بال کھیلنا پسند تھا۔ نئے قوانین چوده سال سے کم عمر کے بچوں کو کام کرنے کی اجازت نهیں دیتے لیکن اس کے گاؤں میں ھر کوئی بُنائی میں لگا ھے۔ عورتیں دھاگا کاتتی ھیں اور اُس کو کرگھے پر تانے میں لپیٹتی ھیں ۔ گاؤں کے رنگ ساز اور دھوبی دھاگوں کو حیرت انگیز رنگوں میں رنگتے ھیں اور تیار کپڑے کو کلف دیتے اور ترتیب دیتے ھیں ۔ ھندوستان بھر کے تاجر اس گاؤں میں ساڑیاں خریدنے آتے ھیں جب که سورت سے آنے والے دوسرے تاجر سنهری زری خریدتے ھیں جن سے یه ساڑیاں بنی جاتی ھیں ۔ گاؤں کی معیشت عورتوں پر منحصر ھے جو شادیوں، تہوارو ں اور خصوصی مواقع پر ان روایتی ساڑیوں کو پهنتی ھیں ۔ ساتھیا کے والد کے پاس رسالے سے تراشی گئی ایک تصویر ھے جس میں ایک مشهور فلمی اداکاره اس کی بنائی ساڑی پہنے ھوئے ھے ۔

ساتھیا کے دادا اب خاصے لاغر ھو چکے ھیں اور ان کی بینائی کمزور ھو گئی ھے اور اب وه باریک کام کی ساڑیاں نهیں بُن سکتے ۔ وه ساتھیا کو کئی صدیوں پہلے کی کہانیاں سناتے ھیں جب جنوبی ھند کے بنکر ھندوستان کی مالدار برادریوں میں سے ایک تھے ۔ جن کی دولت سے وسیع و عریض مندر بنائے گئے اور جنھوں نے شاھی فوج کے لیے بھی عطیے دیے۔

یه سب برادریاں اپنی بُنائی کی مہارتوں کی بنا پر جانی جاتی ھیں اور ان کی عرفیت ان کی تجارت کی غمازھے — مثلاً گجرات میں ونکر ، یوپی میں انصاری، اُڑیسه میں مہر — بالکل اسی طرح جیسے کُچی کھتری رنگائی اور چھپائی کرتے تھے ۔

ساتھیا جانتا ھے که ان دنوں انتہائی ماھر بُنکر بھی بے انتہاغریب ھیں حالاں که ان کی ساڑیاں بہت امیر لوگ ھی پہنتے ھیں ۔ بُنکر قرضوں کے لیے تاجر و ں پر انحصار کرتے ھیں تاکه وه مهنگے ریشمی اور سنہری دھاگوں کی قیمت کی ادائیگی کرسکیں جن سے یه

کانجی ورم ساڑی ، تمل ناڈو

ساڑیاں بنی جاتی ہیں ۔ بڑی بڑی صنعتی ملوں میں مشینوں اور چین سے آئے سستے مصنوعی ریشم کی نقل سے بنائی گئی ساڑیوں کی بازار میں زیادہ مانگ ہے ۔

ہندوستانیوں کے ہاتھ سے بُنے ہوئے کپڑے آج بھی اپنی اقسام اور خوب صورتی کی وجہ سے منفرد ہیں ۔ یہ ایک زندہ جاوید دستکاری ہے جس پر لاکھوں دستکار کار بند ہیں ، جن میں سے بہت سے اپنی عمر کے دوسری اور تیسری دہائی میں ہیں — دنیا کے کسی اور ملک میں بنائی کی ایسی روایت نہیں ہے جو ہزاروں برس پہلے کی ہے اور جو اب بھی قومی دھارے کی معیشت کا حصہ ہے ۔ ساتھیا اور اس جیسے دوسرے نوجوان دستکار ہندوستان کو خصوصی اور قابلِ فخر بناتے ہیں ۔

کپاس جمع کرنے اور کاتنے کا ورلی نمونہ ، مہاراشٹر

سوت، دھاگے اور ریشے

ساتھیا کی کہانی میں آپ نے بُنائی کے کئی پہلوؤں کے بارے میں پڑھا۔ آپ نے کئی اصطلاحیں جیسے 'دھاگا'، 'کرگھا' اور 'شٹل'، 'تانا' اور 'بانا'، 'کلف دینا' اور 'ترتیب دینا'، 'تاجز' اور 'بنکر' پڑھیں۔ کپڑوں کی بنائی میں عام طور پر استعمال ہونے والے کچھ ریشے یہ ہیں:

- سوتی
- ریشمی
- اونی
- مذکورہ تینوں کا آمیز
- سونے اور چاندی کے تار وغیرہ

سوت / کپاس: ہندوستان میں اس کی کاشت ہڑپّہ تہذیب کے زمانے سے ہوتی رہی ہے۔ خام کپاس ایک گول روئیں کی سفید گیند کی طرح ہوتی ہے جو زمین سے تقریباً تین فٹ اونچی جھاڑی پر نمودار ہوتی ہے۔ مٹی ،

سوتی شال ، گجرات

تمام ہندوستان میں عام، مضبوط جالی دار سوتی کپڑوں سے لے کر نفیس ململ تک انواع و اقسام کے سوتی کپڑوں کی بنائی ہوتی ہے جو ہندوستان میں سوتی کپڑوں کی بنائی کی صنعت کی بے انتہا کامیابی کی نمائندہ ہے۔ ہندوستانی ململ 3000 برس قبل مصر کی حنوط شدہ شاہی لاشوں کے لیے کفن کے طور پر استعمال کی جاتی تھی اور مغل بادشاہوں کی زیبائش کے لیے بطور لباس استعمال ہوتی تھی۔ نفیس سوتی ململ کو ان کے درباری شاعروں نے 'آبِ رواں'، 'شبنم' اور 'بافت ہوا' جیسے شاعرانہ نام دیے تھے۔ اب اسے قومی اور بین الاقوامی ڈیزائنروں نے اپنالیا ہے!

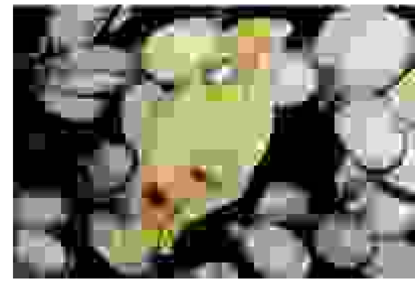
ریشم کے کیڑے

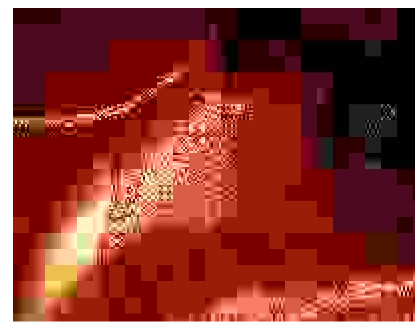
کانجی ورم ساڑی ، تمل ناڈو

بیج اور دیگر غیر ضروری عناصر کو بنولوں سے الگ کیا جاتا ہے۔ کپاس کے الگ الگ ریشوں کو جمع کرتے ہیں اور بید سے بنی کمان اور کیلے کے پتے کی درمیانی رگ سے بنی کمان کو تانت پر چڑھاتے ہیں۔ تانت کو ہلانے سے رُواں کپاس سے الگ ہو جاتا ہے۔ مطلوبہ موٹائی اور بناوٹ کے مطابق اسے چرخے پر کاتا جاتا ہے اور تب جا کر یہ بنائی کے لیے تیار ہوتا ہے۔

دھاگے کی درجہ بندی اس کی موٹائی کے لحاظ سے ہوتی ہے، دھاگا جتنا باریک ہوگا درجہ بندی میں وہ اتنا ہی اوپر ہوگا اور تیار کپڑا اتنا ہی نفیس ہوگا۔ اس کی نفاست اور جذب کرنے کی خصوصیت نے اسے ہندوستان کے موسم گرما کی حرارت کے لیے ایک پسندیدہ کپڑا بنا دیا ہے۔

ریشم : یہ کریم رنگ کے ایک کیڑے کے کویا سے بنایا جاتا ہے جو شہتوت کے درخت کے پتوں سے اپنی غذا حاصل کرتا ہے۔ ریشم کے کیڑے کی سنڈی انتہائی عمدہ ریشم کا ایک بیضوی کویا کاتتی ہے جو سائز میں کبوتر کے انڈے کے برابر ہوتا ہے۔ ریشم عام طور پر پیلا ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی سفید بھی ہوتا ہے۔

تقریباً 1600 ریشم کے کیڑے لگ بھگ 500 گرام ریشم پیدا کرتے ہیں اور ایک ہیکٹر زمین شہتوت کے اتنے پتوں کی پیداوار کے لیے کافی ہوتی ہے کہ وہ 46 کلو گرام ریشم کی پیداوار کے لیے سنڈیوں (Caterpillars) کو خوراک مہیا کر سکے۔ کویے کو لگ بھگ سات دن لگ جاتے ہیں کہ وہ اپنے گرد پوری طرح ریشم لپیٹ سکے۔

ریشم کا راز

ٹیکسٹائل کی بعض روایتیں ہم تک دنیا کے دوسرے حصوں سے پہنچی ہیں، جیسے کہ ریشم چین سے ہندوستان آیا، داستانوں کے مطابق چین نے ریشم کے کیڑوں کی برآمد پر پابندی عائد کر دی تھی، تاہم چین کے بودھ بھکشو انھیں اپنی بید کی بنی کھوکھلی چھڑیوں میں رکھ کر غیر قانونی طور پر ہندوستان لاتے تھے۔

مشرو اور ھمرو ، گجرات

پھر کویوں کو جمع کیا جاتا ہے اور مختلف اقسام کے لحاظ سے چھانٹنے کے بعد انھیں اُبالا جاتا ہے۔ ریشم کے دھاگے کو چرخی پر گھمایا جاتا ہے، سکھایا اور پالش کیا جاتا ہے۔ پھر اسے تکلے پر لپیٹا جاتا ہے اور کاتا جاتا ہے۔ ریشم کی ملائمیت، آب و تاب اور تن جانے کی صلاحیت نے اسے بُنے ہوئے کپڑوں میں سب سے زیادہ اعزاز بخشا ہے۔

ریشم اور کپاس کا مرکب: ایک اور پُرشکوہ کپڑا 'مشرو' ہے۔ یہ گجرات کا ایک چمکدار کپڑا ہے جس پر کئی رنگوں کی بھڑکدار پٹیاں یا چاول کے دانے جتنے نقطے بنے ہوتے ہیں حالاں کہ یہ ریشمی کپڑا معلوم ہوتا ہے لیکن یہ واقعی ریشم نہیں ہے۔ 'مشرو' اور 'ہمرو' میں دہری بنائی ہوتی ہے، نچلی سطح پر ریشم ہوتا ہے جو ساٹن جیسا نظر آتا ہے جب کہ تکنیکی اعتبار سے وہ سوتی ہی رہتا ہے۔

ایک ریشمی ساڑی ، اڑیسہ

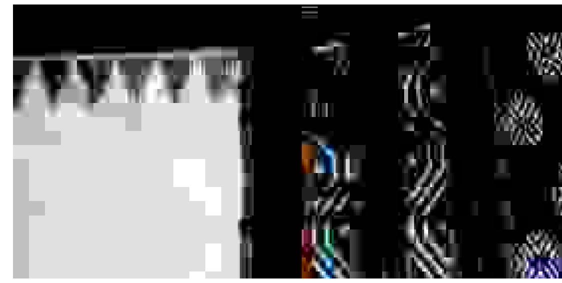

ٹسر، ایری (Tussar , Eri) اور موگا (Moga): ہندوستان ٹسر سِلک پیدا کرنے والا واحد واحد ملک ہے جو 'انتھیر یا آسامیہ' کیڑے سے حاصل کی جاتی ہے۔ یہ کیڑا سوم اور والی کے درختوں کے

پتّوں سے اپنی خوراک حاصل کرتا ہے۔ٹسر سلک کی بافت کھردری اور ناہموار ہوتی ہے اور یہ ہلکے زردی مائل بھورے رنگ کی ہوتی ہے۔ چوں کہ اپنی بافت کے لحاظ سے یہ کم مضبوط ہوتی ہے اور اسے ریفائن نہیں کیا جاسکتا اس لیے یہ شہتوت کے ریشم جیسی مضبوط اور نفیس نہیں ہوسکتی۔

آسام کی خواتین بنکر سنہری موگا اور اری ریشم سے اپنا روایتی لباس' میکلا چادور' بناتی ہیں جوان کیڑوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو اپنی خوراک شہتوت کے پتوں کے بجائے اشوکا اور ارنڈی کے پتوں سے حاصل کرتے ہیں۔

اُون: یہ جانوروں کے پشم یا اون سے حاصل کیا جاتا ہے۔بھیڑوں کا اون سب سے عام ہے لیکن ہندوستان میں بکروں کا اون،اونٹ کے بال اور پہاڑی بکری کے بالوں کا بھی استعمال کیا جاتا ہے۔شمالی ہند میں انگورا خرگوش کو اس کے نفیس،طویل،انتہائی نرم اور ریشمی بالوں کی بنا پر پالا جاتا ہے۔اس کی گرمی،تن جانے کی اس کی مضبوطی اور آگ پر نہ جلنے کی اس کی صلاحیت کی وجہ سے یہ اون خصوصی نوعیت کا حامل ہے۔

جامہ وار شال ، کشمیر

کشمیری جامہ وار شال کی شہرت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ انگریزی لفظ شال (Shawl) فارسی لفظ (Shal) سے ماخوذ ہے جو ایک بُنا ہوا اونی کپڑا ہے۔کشمیر میں شال کی بنائی کو پندرھویں صدی میں حکمراں زین العابدین نے متعارف کرایا۔اس نے مقامی بنکروں کو دوسوتی موٹے کپڑوں کی بُنائی سکھانے کے لیے ترکستان کے بنکروں کو بلایا۔ایک شال میں پچاس رنگ تک استعمال کیے جاتے تھے۔

ہمالیہ کی جنگلی پہاڑی بکریوں کے اون سے بنی مشہورِ زمانہ کشمیری شاہتوش 'انگوٹھی شال' اس قدر نفیس ہوتی ہے کہ ایک میٹر اونی شال کسی مرد کی مہردار انگوٹھی سے گزاری جاسکتی ہے۔ ماحولیاتی وجوہات اور پہاڑی بکریوں کی نسل کو محفوظ رکھنے کی بنا پر اس کی پیداوار اور فروخت ممنوع ہے۔اس کی بُنائی ایک اعلیٰ فن تھا اس کو پہننا اب ایک ایسا سہانا خواب ہے جس کی تعبیر نہیں ملتی۔

ہندوستان کی مختلف ریاستوں کی اونی شالیں

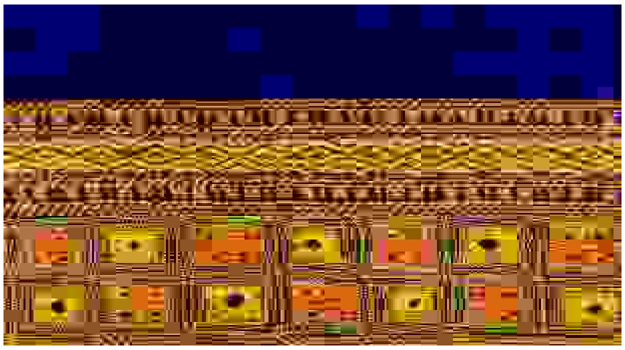

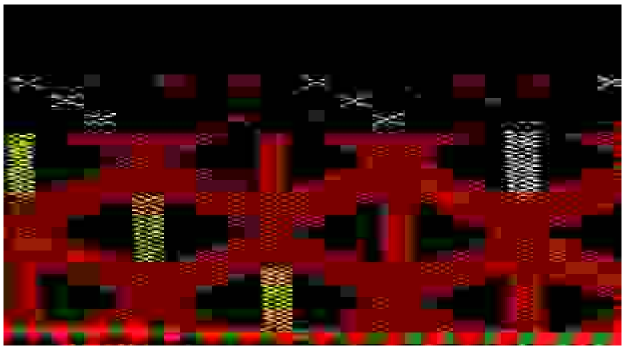

کرگھے پر تیار آرائشی کپڑا

بکرے کے اون کے موٹے جھوٹے ڈھبلے کو، جو کچّھ اور تھار کے ریگستانوں میں چرواہے اور اونٹوں کے گلہ بان پہنتے تھے، اب نئے زمانے کی حیرت انگیز شالوں، گھر کی آرائش اور غلافوں کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے۔ ان دنوں ڈیزائنر شمال مشرق کی قبائلی شالوں اور ہماچل کی کنّوری شالوں سے دیسی نقش و نگار اور رنگوں کو استعمال کر کے ان سے نرم دوسوتی اونی کپڑے اور بھیڑ کے اون کا کام لے رہے ہیں۔

ٹیکسٹائل کی تکنیکیں

ہندوستانی ٹیکسٹائل کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے: آرائشی بُنائی اور بُنائی کے بعد آرائش والے کپڑے۔

آرائشی بُنائی والے کپڑوں کے لیے کرگھوں پر فنکارانہ مہارت کی ضرورت ہوتی ہے۔

ایک کرگھے پر کام کرتے ہوئے

باندھ کر رنگنا

بُنائی کے بعد آرائش والے کپڑے وہ ہیں جن میں فنکارانہ مہارت کا اظہار بُنائی کے بعد کیا جاتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں سادہ کپڑوں کو نیچے دی ہوئی تکنیکوں سے سجایا جاتا ہے:

- رنگنا؛ باندھنا اور رنگنا
- کڑھائی
- ہاتھ سے چھپائی؛ ہاتھ سے رنگ کرنا
- پارہ دوزی یا اپلیق دوزی کرنا

اپلیق (Applique)

کشیدہ کاری

ہاتھ کی پینٹنگ

کرگھے پر کپڑوں کی آرائش

آرائشی بنائی والے کپڑے: ہندوستان کی مختلف ریاستوں میں ہاتھ کی بُنائی کئی طرح کے کرگھوں پر کی جاتی ہے جیسے:

- شٹل کو ادھر سے ادھر کرنے والے کرگھے
- شٹل اوپر جانے والے کرگھے
- صلبی کرگھے
- گڈھوں میں لگے کرگھے
- جیکارڈ

بُنائی کا فن تین طرح کی حرکات سے کیا جاتا ہے — پھینکنا، اٹھانا اور پیٹنا

پھینکنے کی حرکت پیروں سے پائدان کو حرکت دینے پر مشتمل ہوتی ہے تاکہ لپٹے دھاگوں میں سے ایک کے بعد دوسرا دھاگا شٹل کے لیے کُھل جائے۔

اٹھانے کی حرکت شٹل کو ایک طرف سے دوسری طرف لے جانے پر مشتمل ہوتی ہے۔

پیٹنے کی حرکت بانے کے دھاگوں کو اپنی جگہ بٹھانے کے لیے تھپکی دینے پر مشتمل ہوتی ہے۔

جب یہ عمل بار بار کیا جاتا ہے تو بانے کے دھاگے تانے کے دھاگوں کے ایک سیٹ کے کنارے کنارے اور ایک دوسرے کے نیچے گزرتے ہیں۔ یہ حرکات بنیادی کپڑے کی پیداوار کے لیے دہرائی جاتی ہیں۔ بافت کی پیداوار تانے کے دھاگوں کو گن کر ان میں جزوی اختلاف پیدا کرکے اور انھیں کس کر یا ڈھیل دے کر بُننے سے کی جاتی ہے۔ تانے اور بانے پر رنگین دھاگے لگا کر نقش و نگار بنائے جاسکتے ہیں۔

شمالی مشرقی ریاستوں کی عورتیں ایک تنگ صلبی کھڈی کو استعمال کرتے ہوئے کالے، سرخ اور سفید سوتی شالیں بنتی ہیں جن پر ڈھالوں، تلواروں، تتلیوں اور سانپوں کی تصویریں ہوتی ہیں اور جنھیں وہ اپنی کمر پر کمر بند سے باندھتی ہیں۔

80 برس کی ایک منی پوری خاتون سے، جو ایک فرسودہ ہینڈلوم شال پہنے ہوئی تھیں، پوچھا گیا کہ کیا انھیں ٹھنڈ نہیں لگ رہی ہے اور یہ کہ وہ مل میں بنا ہوا گرم مصنوعی سوئیٹر کیوں نہیں خرید لیتیں جو زیادہ مہنگا بھی نہیں ہے اور بازار میں آسانی سے بھی دستیاب ہے۔

اُن کا جواب کئی ایسی غیر محسوس چیزوں کی یاددہانی کراتا ہے جنھیں ہم نظرانداز کردیتے ہیں: ’’میں نے اسے خود اپنے ہاتھوں سے کاتا ہے، میری والدہ اور بہن نے اسے بُنا ہے، اس میں کئی انگلیوں کی حرارت اور ان کا گداز مضمر ہے۔ کوئی مشین بھلا اس سے زیادہ گرم کوئی چیز بنا سکتی ہے؟‘‘

بلاک سے چھپائی

بلاک سے چھپائی، جوتمام مغربی اوروسطی ہندوستان میں رائج ہے، نیچے بیان کی گئی ہے۔

ہرڈیزائن کی چھپائی لکڑی کی پیچیدہ کھدائی (Carving) والے کئی مختلف بلاکوں سے کی جاتی ہے۔

1۔ بلاک کی کھدائی خودایک فن ہے — خاکہ کھینچنے کے لیے دوتا، پس منظر کے لیے گد، ہر رنگ کے لیے ایک علاحدہ بلاک۔ بعض ڈیزائنوں میں چھ سے آٹھ تک مختلف رنگ ہوتے ہیں۔

2۔ بلاک کورقیق رنگوں میں ڈبویا جاتا ہےاورخصوصی طور پر تیارکردہ کپڑے پر اچھی طرح دبا کر دوسرے ہاتھ سے ہلکی سی تھپکی دی جاتی ہے تا کہ اس کا نقش پوری طرح ابھر آئے۔

3۔ جب کپڑے پر ایک بلاک سے چھپائی ہو چکی ہوتی ہے تو اگلے بلاک سے چھپائی کی جاتی ہے اور پھر ترتیب سے اس سے اگلے بلاک کی چھپائی کی جاتی ہے۔

4۔ چھاپہ ساز کو بلاک کے کنارے پر ایک چھوٹی نشانی لگا کر بہت دھیان سے کپڑے پر رکھنا ہوتا ہے تا کہ وہ پھسلےنہیں اور ہر رنگ ڈیزائن میں بالکل صحیح طور پر بیٹھ جائے۔

بلاک بناتے ہوئے،

لکڑی کے بلاک

بلاک چھپائی بنائی کے بعد کپڑے کو سجانے کا ایک طریقہ ہے

لکڑی کا بلاک پیز لے ڈیزائن
کا *(paisley motif)*

امتیازی ڈیزائن اور تکنیکیں

بُنائی اور کڑھائی ہی کی طرح، بلاک چھپائی کے ڈیزائن اور رنگوں پر ان مقامات کی چھاپ ہوتی ہے جہاں ان کو تیار کیا جاتا ہے۔

راجستھان کے سانگا نیر سے جو ڈیزائن بن کر آتے ہیں ان میں مختلف رنگوں کی پھول دار بوٹیوں کے ڈیزائن شامل ہوتے ہیں۔

اتر پردیش کے فرخ آباد میں تمام کپڑے پر پیسلے جال ہوتے ہیں۔

مدھیہ پردیش کی باغ چھپائی بہت سرخ اور سیاہ ہوتی ہے۔

کچھ کی دھمادکا اپنے دوطرفہ اجرک کے لیے مشہور ہے جس میں اودے، قرمزی اور سیاہ رنگوں کے مختلف رنگوں کے شش پہلو نقش و نگار ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اور جسے بنانے کے لیے 15 مختلف عمل درکار ہوتے ہیں۔

بلاک چھپائی کی بے شمار تکنیکیں ہیں جیسے براہِ راست، مزاحم، باتیک، داغنا، کھڑی چھاپ (سونے اور چاندی کی چھپائی)۔

بعض معاملوں میں رنگائی براہِ راست کپڑوں پر کی جاتی ہے، اور بعض دیگر معاملوں میں موم، مٹی یا کیمکل کے استعمال سے کچھ حصوں کو رنگائی سے بچایا جاتا ہے۔ ہر تکنیک امتیازی نوعیت کی حامل ہے۔

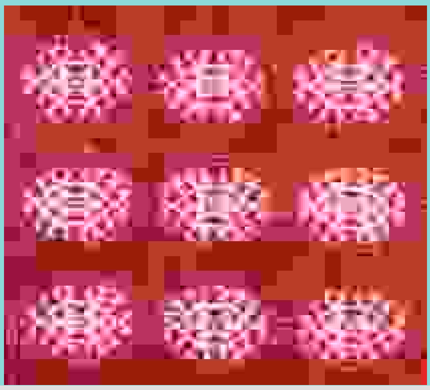

چھپے ہوئے ڈیزائن

اوپر دائیں : باگھ، مدھیہ پردیش

نیچے دائیں: دھمادکا، کچھ، گجرات

اوپر بائیں: فرخ آباد، اتر پردیش

نیچے بائیں : سانگا نیر، راجستھان

ہندوستانی کشیدہ کاری

سیّاح مارکوپولو نے تیرھویں صدی میں ہندوستان کے بارے میں کہا تھا :
''...... یہاں کی کشیدہ کاری دنیا میں کسی بھی مقام کے مقابلے سب سے عمدہ ہے۔''

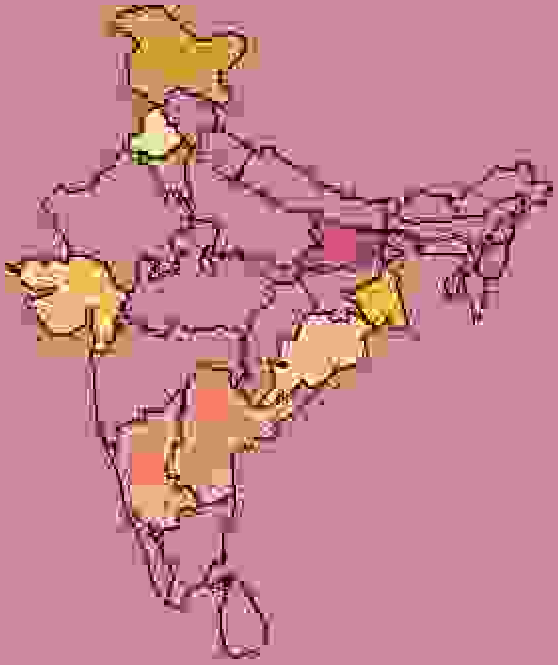

کشمیر کی شالیں ایسی ہوتی ہیں جو دلکش طور پر دونوں طرف سے ایک ہی ڈیزائن کی کڑھی ہوئی ہوتی ہیں جب کہ دونوں طرف الگ الگ رنگ ہوتے ہیں۔ اسے 'دورُخا' کہا جاتا ہے۔ ایک اکلوتی شال کی تکمیل میں دو سال تک لگ سکتے ہیں۔

مغربی ہند کے کچھ میں خواتین خواہ وہ رابڑی، اہیر، موچی، میگھوال، درباریا جاٹ برادری کی ہوں کم عمری سے ہی کشیدہ کاری کا ہنر سیکھ لیتی ہیں۔ وہ اپنے پائجامے — پیٹی کوٹ، چولی، نقاب، رضائیوں اور گھروں کے لیے آرائشی سامان پر کشیدہ کاری کرتی ہیں۔ زیادہ تر کُچّی کشیدہ کار خواتین — قرمزی، فیروزی سبز، زرد اور جامنی رنگوں کا استعمال کرتی ہیں۔ جیسا کہ ان کے ریگستان بے آب و گیاہ اور چمکدار ہیں ان کی کشیدہ کاری اسی قدر پھولوں، موروں، ہاتھیوں اور طوطوں کے ڈیزائنوں سے مالا مال ہیں۔ کَچھ کے ہر گاؤں اور فرقے کے بخیوں اور نقش و نگار کے امتیازی سیٹ ہوتے ہیں: کاٹی دار بخیے، باہم پیوست اور مچھلی کے کانٹوں جیسے بخیے اور ایک کانٹے کے ساتھ بہت نفیس زنجیری بخیے بھی کیے جاتے ہیں۔ کپڑوں میں جھلملاتے شیشے بھی لگائے جاتے ہیں۔

پنجاب اپنی روایتی کشیدہ کاری کے لیے مشہور ہے جسے پھلکاری — پھولوں کا کام کہتے ہیں۔ شوخ رنگوں جیسے آتشیں گلابی، نارنجی، زرد اور کریم رنگ کے دھاگوں کا استعمال کرتے ہوئے بھورے رنگ کے کھادی کے کپڑے پر الٹے اور باہم پیوست بخیوں کی کشیدہ کاری کی جاتی ہے۔ تمام شال (دوپٹا) پر کی گئی کشیدہ کاری کو 'باغ' کہتے ہیں جو واقعی پھولوں کے باغ سے مشابہ ہوتی ہے۔

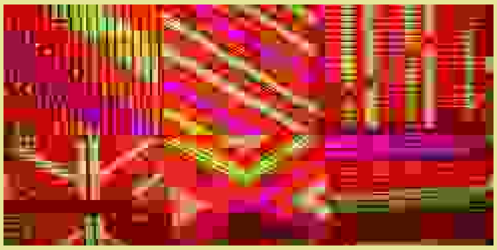

بہار کی سوجنی عام طور پر بڑے بڑے ڈیزائنوں کے ساتھ رضائی پر کشیدہ کاری کی ایک قسم ہے۔

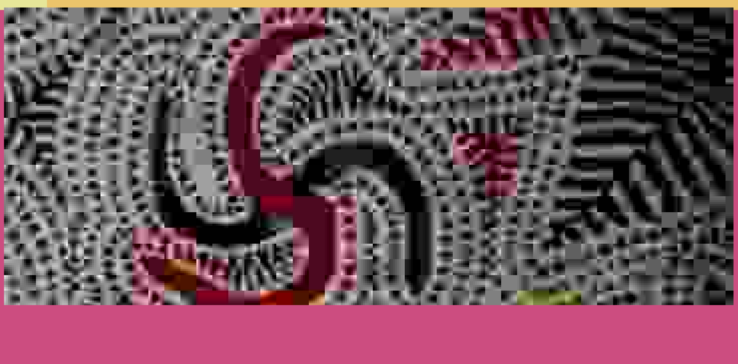

چکن کی کڑھائی کی 22 الگ الگ قسمیں ہیں۔ روایت ہے کہ ملکہ نور جہاں نے اپنے شوہر جہانگیر کے لیے ایک ٹوپی بناتے ہوئے چکن کی ایجاد کی تھی۔ اتر پردیش کے لکھنو میں چکن کے کام میں سوتی ململ پر کئی طرح کی کشیدہ کاریاں کی جاتی ہیں جن سے پھولوں، بیلے اور ستاروں کا ایک جال سا بن جاتا ہے۔ کشیدہ کاری کے عجیب وغریب نام بھی ہیں۔ جیسے گھاس کی پتی، اتنی ہی نرم جتنی کہ گھاس، مُرّی جو بالکل چاول کے دانے جیسی معلوم ہوتی ہے اور کیل، جو کیل کے سرے جیسی نظر آتی ہے سب سے زیادہ عام ہیں۔ بخیہ، کپڑے کی پشت پر مچھلی کے کانٹے جیسی کڑھائی کی جاتی ہے جو اوپر کی طرف ایک پرچھائیں کی صورت میں نمودار ہوتی ہے۔ تیپچی، جڑی ہوئی مسلسل کڑھائی اور پھندا ایک کسی ہوئی گول گرہ کی صورت جو پھول اور پتیاں کاڑھنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔

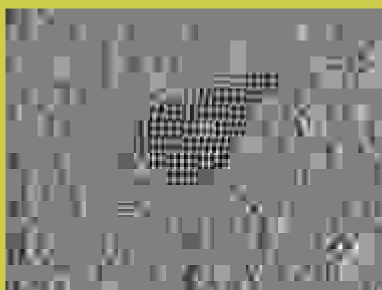

بنگال کی کشیدہ کاری 'کانتھا' ہزاروں عمدہ بخیوں پر مشتمل ہوتی ہے جس سے کپڑا اچنٹوں والے کمبل کا سا نظر آنے لگتا ہے۔ بنگلہ دیش اور ہندوستان میں کانتھا کا استعمال کمبل اور غلاف بنانے کے لیے ہوتا ہے۔ پرانی ساڑیوں کو ایک ساتھ موڑا جاتا ہے اور ساڑی کے بارڈر میں سے نکالے گئے رنگین دھاگوں سے کشیدہ کاری کی جاتی ہے۔ اب کانتھا کشیدہ کاری کرنے والے میٹرو مارکیٹ کے لیے ساڑیاں اور دوپٹے بناتے ہیں۔

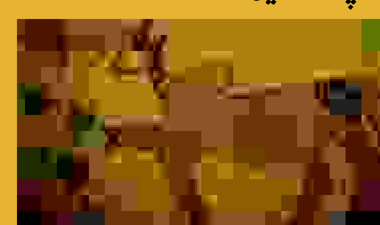

پارہ دوزی اور اپلیق دوزی دیگر ٹیکسٹائل مہارتیں ہیں جو ہندوستان بھر میں عورتیں انجام دیتی ہیں۔ اس میں چھوٹی ہندسی پارہ دوزی یعنی رام پور اور لکھنؤ کے گوٹے سے لے کر بڑے اور شوخ ڈیزائنوں والے تصویری لحافوں تک، جو راجستھان اور گجرات میں ملتے ہیں، سبھی شامل ہیں۔ ہر دلھن کے پاس کم از کم ایک درجن لحاف ہونے کی امید کی جاتی ہے۔

اُڑیسہ کی پپلی اپلیق دوزی کی اپنی ایک منفرد قسم ہے جس میں گہرے سرخ، زرد اور سبز ناچتے ہوئے ہاتھی اور طوطے ہوتے ہیں جو اتنے ہی رنگ برنگے بنیادی کپڑے پر سفید یا کالی زنجیری کشیدہ کاری کے خاکے کے ساتھ ہوتے ہیں۔ شروع شروع میں اسے پوری مندر کے رتھ کے جلوس میں لٹکنے والے کپڑے کے طور پر تیار کیا گیا تھا لیکن اب اس کا استعمال باغوں میں لگی چھتریوں، تکیوں اور دیگر شہری ضروریات کے لیے کیا جاتا ہے۔

جنوبی ہند کے آندھرا پردیش اور کرناٹک کے خانہ بدوش قبائل لمبانی، لمباڑا اور بنجارہ قابلِ دید کشیدہ کاری کرتے ہیں۔ کچّی باشندوں کی طرح یہ بھی خوب صورت پیٹی کوٹ، بے کمر کی چولیاں اور نقاب پہنتی ہیں جو بھڑکدار، رنگین شیشوں کے ڈیزائن، چاندی یا دھات کے سکوں اور سروں پر زیورات سے ڈھکے ہوتے ہیں۔ ان کے ڈیزائن قدرتی پھولوں، پرندوں اور جانوروں کے بجائے جیومیٹری کی اشکال پر مبنی ہوتے ہیں۔

شمالی کرناٹک میں کسوٹی چار مختلف کڑھائیوں کا ایک میل ہے جو حاشیوں، پلّو اور نیلی سیاہ اودے رنگ میں رنگی چندرکلا ساڑیوں کے بلاؤز پر کی جاتی ہے۔ یہ ساڑیاں خطے کی ہندو دلھنوں کے جہیز کا ایک لازمی حصہ ہیں۔ اس پر نقش ونگار اپنے کردار کے لحاظ سے تصویری نوعیت کے ہوتے ہیں: تلسی کا پودا، مندر کی بگھّی، آٹھ نقطوں والا ستارہ، طوطے، مور، دلھنوں کی ڈولیاں، گہوارے اور پھول دار درخت۔

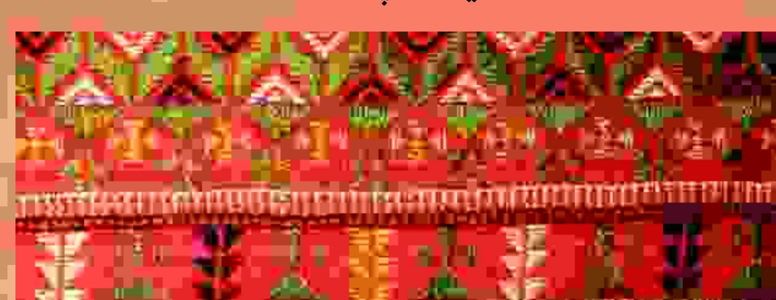

کیا آپ جانتے ہیں...

- رنگ وہ پہلی چیز ہے جس سے کوئی شخص ہندوستان کی طرف کھنچتا ہے۔ جیسا کہ کملا دیوی چٹوپادھیائے نے کہا ہے، ہر رنگ کی اپنی روایت، جذبہ، سماجی تناظر اور قابلِ قدر اہمیت ہے۔

سرخ ، شادی اور محبت کا رنگ ؛ نارنجی اور زعفرانی اور گیرو مٹی، یوگی کا رنگ جو اس مٹی سے لا تعلق ہوتا ہے ؛ زرد ، موسم بہار ، آموں کی کونپلوں ، شہد کی مکھیوں کے جھنڈ اور صبح کے پرندوں کا رنگ ؛ نیلا ، نیل کا رنگ اور گوپال بچہ دیوتا کرشن کا رنگ ...... یہاں تک کہ بڑے دیوتاؤں کے بھی اپنے رنگ ہیں ۔ برھما سرخ تھے ، شِو سفید تھے اور وشنو نیلے تھے ۔

- وشنو دھر موتر نے سفید کے پانچ رنگوں کے بارے میں بتایا ہے — ہاتھی دانت، یاسمین، اگست کے چاند، بارش کے بعد اگست کے بادل اور سیپ کے رنگ۔
- یہ بات تعجب خیز نہیں ہے کہ سترھویں صدی تک ولیم مورکروفٹ نے کشمیر کے شال سازوں کے مابین استعمال ہونے والے 300 سے زیادہ رنگوں کی فہرست بنائی ہے۔
- پہلی صدی عیسوی سے ہی سلک روٹ کے راستے آنے والے سیاحوں نے کپڑوں میں کتھئی رنگ کے سات، نیلے کے چار اور سبز کے چار الگ الگ رنگ ریکارڈ کیے ہیں۔
- ہندوستان میں رنگ سبزیوں اور معدنیات سے بنائے جاتے ہیں، انار، لاکھ اور مجیٹھ، گلابی، سرخ اور کتھئی رنگوں کے لیے؛ لوہے کی ڈھلائی سے سیاہ رنگ، بڑ کے پھولوں سے زرد۔ رنگ انتہائی غیر متوقع وسیلوں سے پیدا کیے جاتے تھے۔ پیاز کی جھلّی سے خوبصورت سرخی مائل کتھئی، پستوں کے خول سے سبز، چمکدار سرخ رنگ نازک بھونرے سے، گائے کے مرتکز پیشاب کو آم کے پتوں پر ڈالنے سے نارنجی زرد رنگ ملتا ہے۔
- برطانوی راج کی بلیرڈ کی میز پر بچھی بانات (بلیرڈ کی میزوں پر استعمال ہونے والا روئیں دار کپڑا) کی ایک کہانی ہے جسے ریجیمنٹل میس سے اس لیے چرا لیا گیا تھا تاکہ کسی جامہ وار شال کے لیے درکار بالکل ویسا ہی سبز رنگ تیار کیا جا سکے۔
- ہمیشہ کی طرح رنگوں کو خواہ وہ رنگ جو معدنیاتی وسائل سے اخذ کیے گئے ہوں (مختلف فلزی نمکیات سے حاصل کیے گئے سلی کیٹ اور بورک ایسڈ — کوبالٹ آکسائڈ، پوٹاشیم کرومیٹ اور میگنیز کاربونیٹ) شاعرانہ نام دیے گئے ہیں: آبِ لہر، طوطے کا پر، خونِ کبوتر۔

گھر اور بازار

ہندوستان میں بازار کے لیے کاروباری کشیدہ کاری ہمیشہ مرد کرتے رہے ہیں۔ یہاں تک کہ چکن کا کام بھی روایتی طور پر مردوں کے محفوظ ہاتھوں میں ہے اور عورتیں صرف اوپری بھرائی کے کام کرتی رہی ہیں۔ اتر پردیش کا پُر پیچ سنہری تار یا ستاروں کا کام (زردوزی، کام دانی اور مُکیش) ایک کھنچے ہوئے لکڑی کے فریم یا اڈّے پر کیا جاتا ہے اور کشمیری آری، اونی کریول کے کام، تِلّا اور سوزنی کشیدہ کاری پر اب بھی تقریباً خصوصی طور پر مردوں کا غلبہ ہے۔

میرے اہل خاندان کی زندگی ان دھاگوں پر ٹکی ہے جنھیں میں کاڑھتی ہوں۔
—— رمابین، بانس کانتھا کی کشیدہ کاری کرنے والی ایک دستکار

پھولوں اور پتوں کے پُر پیچ ڈیزائن کے ساتھ سوزنی نے وادیٔ کشمیر کے لہلہاتے کھیتوں اور پھولوں کے حسن سے اپنے لیے تحریک حاصل کی ہے۔

تِلّا کا کام اب شادی کے ملبوسات، فلموں کے ملبوسات اور فیشن کے ملبوسات کا ایک بڑا کاروبار بن گیا ہے اور یہ مغل دربار کی اس شان و شوکت کا مظہر ہے جس کے تحت سونے کے تار کے کام کو مشرقِ وسطیٰ اور بازنطین سے لایا گیا تھا۔

ان دنوں دیہی کشیدہ کار خواتین نئے طور پر بااختیار ہو رہی ہیں اور بازار میں اپنی کشیدہ کاری کے ہنر سے آمدنی حاصل کر رہی ہیں۔ ہندوستان بھر میں خواہ وہ بہار میں ہوں یا بانَس کانتا میں، خواتین روزگار کے لیے کشیدہ کاری کر رہی ہیں۔

مشق

1۔ صفحہ 25 پر کبیر کا دوہا پڑھیے اور ٹیکسٹائل کی بُنائی کے بارے میں دی ہوئی تصویروں کو استعمال کرتے ہوئے خود اپنی ایک نظم کہیے؟

2۔ اپنے گھر میں روایتی ٹیکسٹائلوں کو دیکھیے اور نیچے دی ہوئی مثال کے مطابق ایک جدول تیار کیجیے:

اصل مقام	ٹیکسٹائل	موٹف (Motif)	معنی
تمل ناڈو	ریشم	پھول	زندگی، حسن، متبرک

3۔ کپاس اگانے والے کسان سے لے کر تیار مصنوعات فروخت کرنے والی اشتہاری ایجنسی تک، ٹیکسٹائل صنعت میں خصوصی مہارتوں کے حامل ہزاروں لوگ روزگار سے لگے ہیں۔ ہر ایک کی تفصیل بتائیے۔

4۔ ولیم بینٹک نے 1835 میں کہا تھا، ''ہندوستانی بنکروں کی ہڈیاں ہندوستان کے میدانوں کو اُجلا کر رہی ہیں۔'' آپ اپنی تاریخ کی تفہیم سے ہندوستانی ٹیکسٹائل صنعت پر نوآبادیاتی نظام کے اثرات بیان کیجیے؟

5۔ گاندھی جی اور کھادی پر غور کیجیے اور وجوہات تلاش کیجیے کہ کیوں اور کس طرح پچھلے 100 برسوں میں کھادی کی معنویت اور اہمیت میں تبدیلی آئی ہے؟

6۔ اپنے تمام اہل خاندان کے ذریعے پہنے جانے والے کپڑوں پر غور کیجیے۔ وہ جو کچھ پہنتے ہیں اس کا انتخاب کس بنا پر کرتے ہیں؟ ذات، مذہب، عمر، جنس، روایات اور فیشن کے بارے میں غور کیجیے جس کا اظہار ساز و سامان، پگڑیوں چپلوں اور قیمت وغیرہ سے ہوتا ہے۔

7۔ جن کپڑوں کو پہننے کے لیے آپ منتخب کرتے ہیں وہ زندگی کے تئیں آپ کے اپنے فلسفے کا کس طرح اظہار کرتے ہیں؟

8۔ ہمارے ملک میں کس طرح کی کشیدہ کاری روایتی طور پر مرد کرتے رہے ہیں اور کیوں؟

9۔ اپنی ریاست کی ٹیکسٹائل روایت کے بارے میں تحقیق کیجیے اور اسے دستاویز کی صورت میں پیش کیجیے؟